قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابوسعید

Online Edition

ہفتہ 18 ستمبر 2021ء | 10 صفر 1443 ہجری قمری | 18 تبوک 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:222

فرمانِ رسول ﷺ

قرآن سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت

حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن کریم سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

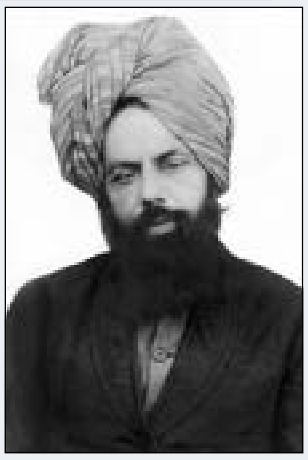

قرآن پر تدبر کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یاد رکھو! نری بیعت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس رسم سے راضی نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقی بیعت کے مفہوم کو ادا نہ کرے۔ اس وقت تک یہ بیعت، بیعت نہیں نری رسم ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی منشاء کو پورا کرنے کی کوشش کرو۔ یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو اور اس پر تدبر کرو اور پھر عمل کرو کیونکہ سنت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرے اقوال اور باتوں سے کبھی خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جاوے اور اس کے نواہی سے بچتے رہو۔ اور یہ ایک ایسی صاف بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی نری باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی خدمت ہی سے خوش ہوتا ہے۔ سچے مسلمان اور جھوٹے مسلمان میں یہی فرق ہوتا ہے کہ جھوٹا مسلمان باتیں بناتا ہے کرتا کچھ نہیں۔ اور اس کے مقابلے میں حقیقی مسلمان عمل کر کے دکھاتا ہے، باتیں نہیں بناتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میرے لئے عبادت کر رہا ہے اور میرے لئے میری مخلوق پر شفقت کر رہا ہے تو اس وقت اپنے فرشتے اس پر نازل کرتا ہے۔ اور سچے اور جھوٹے مسلمان میں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے فرقان رکھ دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر3 صفحہ 615-ایڈیشن 1988ء)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 442-443)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنٰکَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ﴿۸۸﴾

(الحجر:88)

ترجمہ:۔ اور یقیناً ہم نے تجھے سات بار بار دہرائی جانے والی (آیات) اور قرآنِ عظیم عطا کیا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس کی وجہ سے آج ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور غلام کی جماعت میں شامل ہیں۔ آج ہمیں اسلام کی صحیح تعلیم کی وضاحت ہوسکتی ہے، صحیح تعلیم مل سکتی ہے تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی مل سکتی ہے۔ آج اگر ہم دنیا میں رائج بہت سی برائیوں اور بدعتوں سے اپنے آپ کو پاک کر سکتے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو کر ہی کر سکتے ہیں۔ اور یہی خدا کی منشاء ہے اور یہی اس کی مرضی ہے۔ اور اس کی خبر آج سے 14سو سال پہلے ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دے دی تھی۔ اور ہمیں بتا دیا گیا تھا کہ اسلام کی تعلیم میں بعض بدعات اور بگاڑ داخل ہو جائیں گے جنہیں مسیح محمدی ہی آ کر درست کرے گا اور صحیح راستے پر چلائے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ 9 اپریل 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- جنونِ عشق میں گھر بار چھوڑ آؤ تو (منظوم)
- صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
- عائلی زندگی، اعلیٰ اخلاق اور تربیت اولاد
- ہفتے میں سات دن ہی کیوں ہوتے ہیں؟

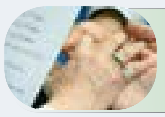

دربارِ خلافت

احمدیوں کی خدمات کا اعتراف

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پھر مشہور صحافی جناب محمد شفیع جو میم شین کے نام سے مشہور ہیں، لکھتے ہیں کہ:

’’یہ مسٹر لیاقت علی خان اور مولانا عبدالرحیم درد امام لنڈن ہی تھے جنہوں نے مسٹر محمد علی جناح کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنا ارادہ بدلیں اور وطن واپس آ کر قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس کے نتیجہ میں مسٹر جناح 1934ء میں ہندوستان واپس آ گئے اور مرکزی اسمبلی کے انتخاب میں بلا مقابلہ منتخب ہوئے‘‘۔ پاکستان ٹائمز 11/ ستمبر 1981ء میں یہ حوالہ درج ہے۔

(پاکستان ٹائمز 11 ستمبر 1981ء سپلیمنٹ II کالم نمبر 1 بحوالہ تعمیر ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 8)

پھر جو اشد مخالفین تھے انہوں نے بھی ایک اعتراف کیا۔ چنانچہ مجلسِ احرار نے ’’مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ‘‘ کے عنوان سے ایک کتابچہ 1946ء میں شائع کیا جس میں صاف طور پر لکھا کہ مسٹر جناح نے کوئٹہ میں تقریر کی اور مرزا محمود کی مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی جو پالیسی تھی اس کو سراہا۔ اس کے بعد جب سنٹرل وسطی کے الیکشن شروع ہوئے تو تمام مرزائیوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیئے۔

(مسلم لیگ اور مرزائیوں کی آنکھ مچولی پر مختصر تبصرہ صفحہ 18 بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 10-11)

مشہور اہلحدیث عالم مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی اپنی کتاب ’پیغام ہدایت و تائید پاکستان و مسلم لیگ‘ میں لکھتے ہیں کہ ’’احمدیوں کا اسلامی جھنڈے کے نیچے آ جانا اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی مسلم لیگ ہی مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے‘‘۔ یعنی ان کے نزدیک احمدی مسلمان بھی ہیں اور انہوں نے پاکستان میں بڑا کردار ادا کیا ہے۔

پھر باؤنڈری کمیشن کے سامنے جو حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمات ہیں اُن کو حمید نظامی صاحب نوائے وقت کے بانی تھے، بڑی مدحت بھرے الفاظ میں لکھتے ہیں۔ نوائے وقت آجکل تو جماعت کے خلاف بہت کچھ لکھتا رہتا ہے، ان کی پالیسی بدل گئی ہے کیونکہ یہ لوگ دنیاوی فائدہ زیادہ دیکھنے لگ گئے ہیں، لیکن بہر حال جناب حمید نظامی صاحب جو اس کے بانی تھے وہ لکھتے ہیں کہ:

’’حد بندی کمیشن کا اجلاس ختم ہوا...... کوئی چار دن سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے نہایت مدلل، نہایت فاضلانہ اور نہایت معقول بحث کی۔ کامیابی بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مگر جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کا کیس پیش کیا اس سے مسلمانوں کو اتنا اطمینان ضرور ہو گیا کہ اُن کی طرف سے حق و انصاف کی بات نہایت مناسب اور احسن طریقے سے اربابِ اختیار تک پہنچا دی گئی ہے۔ سر ظفر اللہ خان صاحب کو کیس کی تیاری کے لئے بہت کم وقت ملا۔ مگر اپنے خلوص اور قابلیت کے باعث انہوں نے اپنا فرض بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سارے مسلمان بلا لحاظ عقیدہ، اُن کے اس کام کے معترف اور شکر گزار ہوں گے۔‘‘

(نوائے وقت یکم اگست 1947ء بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار صفحہ 104-105)

پھر جب 53ء کے فسادات ہوئے ہیں۔ تحقیقاتی عدالت میں جماعت کا معاملہ پیش ہوا۔ جسٹس منیر بھی جج تھے، لکھتے ہیں کہ احمدیوں کے خلاف معاندانہ اور بے بنیاد الزامات لگائے گئے ہیں کہ باؤنڈری کمیشن کے فیصلے میں ضلع گورداسپور اس لئے ہندوستان میں شامل کر دیا گیا کہ احمدیوں نے ایک خاص رویہ اختیار کیا اور چوہدری ظفر اللہ خان نے جنہیں قائداعظم نے اس کمیشن کے سامنے مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے پر معمور کیا تھا، خاص قسم کے دلائل پیش کئے، لیکن عدالت ہٰذا کا صدر (یعنی جسٹس منیر) جو اس کمیشن کا ممبر تھا، (اُس وقت باؤنڈری کمیشن میں یا چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ) اس بہادرانہ جدوجہد پر تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور کے معاملے میں کی تھی۔ یہ حقیقت باؤنڈری کمیشن کے حکام کے کاغذات میں ظاہر و باہر ہے اور جس شخص کو اس مصلحت سے دلچسپی ہو وہ شوق سے اس ریکارڈ کا معائنہ کرسکتا ہے۔ چوہدری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کے لئے نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں، اس کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتی تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت المعروف ’’منیر انکوائری رپورٹ‘‘ صفحہ 305 جدید ایڈیشن)

اور یہ شرمناک ناشکرا پن اب اکثر سیاسی جماعتوں میں بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے، اور پھر جو ملک کی حالت ہے وہ بھی ظاہر و باہر ہے۔ اس لئے آج کے، اس دن کے حوالے سے پاکستانی اپنے ملک پاکستان کے لئے بھی بہت دعائیں کریں، اللہ تعالیٰ اس کو اس تباہی سے بچائے جس کی طرف یہ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

(خطبہ جمعہ 23 / مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

جنونِ عشق میں گھر بار چھوڑ آؤ تو

جنونِ عشق میں گھر بار چھوڑ آؤ تو
صدائے لیلٰی کبھی دشت میں لگاؤ تو

طلسمِ دہر میں جکڑے ہوئے ہیں لوگ یہاں
جو تم سے ہو سکے، اس سے رہائی پاؤ تو

ہیں معرفت کے خزانے وہاں بھی پوشیدہ
تم اپنی ذات کے اندر سے ہو کے آؤ تو

جہاں میں نفرتیں تو عام بانٹی جاتی ہیں
دلوں میں الفتیں تقسیم کر دکھاؤ تو

نصیب جن کے انہیں آزماتے رہتے ہیں
ذرا سا ان کا کبھی حوصلہ بڑھاؤ تو

ہر ایک شخص محبّت سے رام ہوتا ہے
یہ نسخہ تم کبھی ہم پر بھی آزماؤ تو

تمہارے دل میں بھلا کیسے لوگ داخل ہوں
فصیل کبر و تعصّب کی تم گراؤ تو

جہالتوں کے اندھیرے یہ ختم کیسے ہوں
کہیں پہ شمع کوئی علم کی جلاؤ تو

تمہاری رات اگر صبح میں ڈھلی طارق
تو سونے والوں کو، کوشش کرو، جگاؤ تو

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔ لندن

اداریہ

صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا

سب افریقن ممالک کی طرح سرزمین سیرالیون بھی صحابہؓ کے عکس سے لبریز

(قسط سوم)

خاکسار کو کچھ عرصہ قبل ایک تحقیق کے دوران ایسے واقعات اکٹھا کرنے کی توفیق ملی جو قرون اولیٰ میں صحابہؓ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی محبت میں ظہور میں آئے۔صحابہ رسول ﷺ نے اپنی جانوں پر کھیل کر اپنے آقا کی طرف سے ملنے والے ان عزیز تر جذبات کی حفاظت فرمائی، اور پھر اِس زمانہ میں حقیقی عاشق رسولِ عربیؐ، حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہودؑ کے دور میں آپؑ کے صحابہؓ اور پیرو کاروں کے ذریعہ مِن وعَن دُہرائے گئے۔ خاکسار نے اس مضمون کا عنوان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر کا دوسرا مصرعہ ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ سے سجایا۔ مکمل قطعہ کچھ یوں ہے۔ ؎

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

خاکسار کے آج کے اداریے کی یہ تحریر اس عنوان کی تیسری قسط ہے۔ اس تحریر کا باعث ایک حدیث بنی جو خاکسار کی نظروں سے اس وقت گزری جب روزنامہ الفضل آن لائن کا 12 اگست 2021ء کا شمارہ پروف ریڈنگ کی غرض سے میرے Lap Top پر نمودار ہوا اور حدیث کو پڑھ کر مجھے سیرالیون کے ایک بزرگ پا علی روجرز مرحوم کا ایمان افروز واقعہ بلکہ واقعات میرے ذہن میں گردش کرنے لگے۔ اور خاکسار نے بے اختیار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی صدا بلند کر کے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔جس نے قرآنی پیشگوئی۔ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعہ:4)

کس شان سے مسیح محمدیؑ کے حق میں پوری فرمائی اور صحابہؓ جیسا نمونہ رکھنے والے اور ان جیسا اسلام اور محمد ﷺ سے پیار کرنے والے فدائی عطا فرمائے۔

حدیث یوں ہے کہ حضرت غیلانؓ بن سلمہ ثقفی نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے پاس جاہلیت میں 10 بیویاں تھیں جو تمام کی تمام آپؓ کے ساتھ اسلام لے آئیں تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت غیلانؓ کو حکم دیا کہ وہ ان 10 میں سے کسی چار کو منتخب کر لیں اور باقیوں کو اپنے عقد سے آزاد کر دیں (چنانچہ آپؓ نے ایسا ہی کیا)

(سنن الترمذی، کتاب النکاح باب ماجاء فی الرجل یُسلمُ وَعندہ عشرُ نسوۃٍ)

میں جب 1983ء میں سیرالیون گیا تو میری تقرری حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سیرالیون کے جنوبی صوبہ Southern province کے ہیڈ کوارٹر بو (Bo) میں فرمائی تھی۔ جو ایک بہت بڑی جماعت ہے اور سیرالیون کا مرکز ہونے کی وجہ سے جماعت کے تمام فنکشنز اور تقاریب جیسے جلسہ سالانہ، ذیلی تنظیموں کے اجتماعات اور شوریٰ وغیرہ اسی شہر میں منعقد ہوتے تھے اور ابھی بھی یہیں منعقد ہوتے ہیں۔

میرے بو پہنچنے پر پہلے روز جن فدائی بزرگوں سے میری ملاقات ہوئی۔ ان میں ایک بزرگ مکرم (پا) علی روجرز مرحوم تھے۔ جنہوں نے سیرالیون کے پہلے مبلغ اور امیر مکرم الحاج مولانا نذیر احمد علی مبلغ سلسلہ کے ذریعہ بیعت کی تھی۔ جب ہمارے مبلغ بو شہر میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچا رہے تھے تو رات ہوگئی۔آپ نے پا علی روجرز سے اُن کے ہاں رات بسر کرنے کی اجازت چاہی۔جس سے پا علی روجرز نے انکار کر دیا تب مکرم مولانا نذیر احمد علی مرحوم نے جنگل کا رُخ کیا اور اپنا صافہ (کپڑا) بچھا کر نوافل کے دوران رو رو کر دُعا کرنے لگے۔ کہ اے اللہ! تیرا نام پہنچانے کے لئے اس شہر میں مَیں آج گھوما ہوں اور تیرے اس بندے کو کسی نے پناہ نہیں دی، تو ہی اس شہر کے لوگوں کو اسلام احمدیت کی طرف مائل کر اور اسلام احمدیت کی تبلیغ کے لئے نہ صرف سامان پیدا فرما بلکہ تبلیغ کے لئے کوئی جگہ بھی عنایت فرما۔

اللہ تعالیٰ نے اس جنگل میں جہاں دُعا کی آج وہاں عالی شان احمدیہ مسلم سیکنڈری اسکول، نصرت جہاں گرلز اسکول، دو پرائمری اسکولز کے علاوہ جامعۃ المبشرین اور مبلغین کی رہائش گاہیں موجود ہیں۔

آگے چلنے سے پہلے آپ کو مکرم مولانا نذیر احمد علی کے بارے میں کچھ تعارف کرا دیتے ہیں۔تا کہ آپ کو سیرالیون جماعت کے ابتدائی حالات کا علم ہو جائے۔

جماعت احمدیہ کے یہ جانباز اور جلیل القدر مجاہد، دیرینہ اور مخلص خادم 19 مئی 1955ء کو سیرالیون میں فوت ہوئے اور وہیں ان کی تدفین بھی ہوئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت کے ماتحت آپ کو پہلی مرتبہ سیرالیون میں نئے مشن کے قیام کے لئے 20 اکتوبر 1937ء کو روانہ کیا گیا جہاں آپ نے آٹھ سال کے طویل عرصہ میں شاندار تبلیغی مساعی کے ساتھ ساتھ متعدد اسکولوں اور مساجد کی بنیادیں رکھیں۔ 1945ء میں کامیاب وکامران واپس قادیان تشریف لائے، 26 نومبر 1945ء کو جملہ مشن ہائے مغربی افریقہ یعنی گولڈ کوسٹ گھانا، نائجیریا اور سیرالیون کی طرف بحیثیت رئیس التبلیغ بھجوائے گئے۔ جہاں سے 7 اپریل 1951ء کو آپ واپس تشریف لائے، پھر آپ 9 مئی 1954ء کو سیرالیون آ گئے۔ جہاں آپ نے تبلیغی میدان میں کام آنے کی عزیز تر خواہش اور تڑپ کو لئے ہوئے اپنے قدیم قائم کردہ مرکز سیرالیون میں جام شہادت نوش کیا۔

اس سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کی خدمات جلیلہ کے مدنظر 1945ء کی مجلس عرفان میں آپ کو ’کامیاب جرنیل‘ کے خطاب سے نوازا تھا۔ آپ وفات کے وقت تک سلسلہ احمدیہ کے پانچویں مبلغ تھے جنہوں نے ممالک غیر میں تبلیغ کا فریضہ بجالاتے ہوئے اپنی جاں جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

بات ہو رہی تھی پا علی روجرز کی جنہوں نے مکرم الحاج موصوف کو انکار کیا تو آپ کے دل میں سیرالیون کی نیک خصلت مہمان نوازی کا عنصر بیدار ہوا اور خیال گزرا کہ میں نے انکار کر کے اچھا نہیں کیا اور جنگل میں تو زہریلے سانپ بھی بہت ہیں۔ کہیں اس Stranger (اجنبی) کو نقصان نہ پہنچا دیں تو اس طرف چل دیئے جدھر مکرم الحاج مولانا نذیر احمد علی نکلے تھے۔ جنگل میں پہنچ کر اُن کو اُونچی اُونچی گریہ و الحاح کرنے اور اللہ کے حضور رونے کی آوازیں سنائی دیں۔ آپ اُدھر کو لپکے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی اجنبی جو ان کے پاس پناہ کے لئے آیا تھا، سجدہ میں اللہ کے حضور گریہ و بکا کر رہا ہے۔ پا علی روجرز آپ کو اس اندھیری اور آدھی رات کو واپس اپنے گھر لے آئے۔ یوں تبلیغ کے سلسلہ کا آغاز ہوا اور آپ کا گھر Bo شہر میں اسلام احمدیت کا مرکز بن گیا۔

پا علی مرحوم نے بیعت کر لی۔ مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا اور دیگر امتحانات میں سے گزرنے لگے۔ ان میں سے ایک بڑا امتحان اسلامی تعلیم کے مطابق چار بیویوں کے علاوہ باقی کو باعزت رخصت کرنا تھا۔ جب مکرم الحاج مولوی نذیر احمد علی مرحوم نے ان کے سامنے صرف چار بیویوں کو رکھنے کا معاملہ پیش کیا تو وہ بارغبت و رضا چار کے علاوہ باقی بیویاں چھوڑنے پر رضامند ہو گئے۔ آپ کی قبول احمدیت کے وقت 15 بیویاں تھیں۔ آپ نے مولانا سے عرض کی میں اپنی پسند کی چار بیویوں کا انتخاب کر کے باقیوں کو فارغ کر دیتا ہوں۔ مکرم مولانا موصوف نے کہا۔نہیں! تمام بیویوں کو تاریخ شادی کے اعتبار سے ترتیب سے کھڑا کریں۔یعنی جس کی شادی سب سے پہلے آپ سے ہوئی وہ دائیں طرف اور سب سے کم عمر جس کی شادی سب سے بعد میں ہوئی بائیں طرف۔تب میں فیصلہ کروں گا کہ کون کون سی چار آپ کے ساتھ رہیں گی۔ جب ایک لائن میں تمام کو کھڑا کیا گیا تو مکرم مولانا نے دائیں طرف کی چار بیویوں کے حوالے سے پا علی کو کہا کہ یہ چار آپ رکھ لیں کیونکہ انہوں نے ایک لمبا وقت آپ کی خدمت کی ہے۔ اور باقیوں کو اسلام کے مطابق فارغ کر دیں۔ پا علی نے مکرم مولانا مرحوم کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کیا اور پہلے نمبر کی چار خواتین رکھ کر باقیوں کو اپنے عقد سے فارغ کر دیا۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی

یہ ایمان افروز واقعہ مکرم پا علی روجرز نے، میری بو میں آمد کے اوائل دنوں میں مجھے خود سنایا۔ مکرم مولانا محمد صدیق امرتسری مرحوم سابق مبلغ سیرالیون نے اس واقعہ کو اپنی ایمان افروز سوانح عمری میں یوں رقم فرمایا ہے:

«جہاں تک مجھے یاد ہے سیرالیون میں الحاج علی روجرز واحد ایسے مسلمان ہیں جنہوں نے احمدی ہوتے ہی الحاج مولانا نذیر احمد علی کی تحریک پر محض اسلام کی تعلیم پر صحیح طور پر عمل کرنے کی خاطر اور خوفِ خدا دل میں رکھتے ہوئے اور قیام شریعت کی غرض سے اپنی 15 بیویوں میں سے صرف چار دیندار اور مناسب حال منتخب کر کے باقی گیارہ بیویوں کو طلاق دے کر

باعزت و احترام رخصت کر دیا تھا۔ حالانکہ ان میں سے اکثر اچھے خاندان اور امیر گھرانوں کی با اولاد خواتین تھیں۔

(روح پرور یادیں صفحہ 424)

ے مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

یہ فدائی احمدی ایمان و ایقان میں اس حد تک ترقی کر گئے تھے کہ خلفاء کرام خصوصی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا نام جب ان کے سامنے لیا جاتا تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آتیں۔ ایک دفعہ میرا تبادلہ Bo سے شرقی جانب شہر کینیما میں ہوا۔ یہ افسردہ ہوئے۔ خاکسار نے پا مرحوم سے عرض کی کہ فکر نہ کریں 40،45 میل کا فاصلہ ہے۔ میں آپ سے آکر مل جایا کروں گا یا آپ مجھے آکر مل جایا کریں۔ تو فوراً بولے کہ اب اُدھر نہیں بلکہ اِدھر (قصر خلافت پاکستان) کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تو اِدھر جانے کو دل کرتا ہے۔ اُس وقت تک حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لندن کی طرف ہجرت نہیں فرمائی تھی۔ پاکستان میں ہی مقیم تھے۔

سیرالیون میں ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘ کا دوسرا واقعہ

جیسا کہ اوپر درج کر آیا ہوں کہ مکرم امیر صاحب نے خاکسار کا تبادلہ Bo سے کینیما کر دیا۔ خاکسار ابھی چارج نہ لے پایا تھا کہ بواجے بو میں ایک ایمرجنسی کے پیش نظر مجھے بواجے بو بھجوا دیا گیا۔ جہاں ایک وسیع وعریض مسجد کے علاوہ احمدیہ مسلم ہسپتال اور احمدیہ مسلم سیکنڈری و پرائمری اسکولز تھے۔ یہاں تین ساڑھے تین سال قیام کے دوران ایک عید الاضحیہ سے قبل جماعت احمدیہ باڈو (bando) کے ایک مخلص اور فدائی دوست پا محمد کروما نے خاکسار سے درخواست کی کہ آپ آنے والی عید (عید الاضحیٰ) میرے گاؤں میں پڑھائیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور میں اپنے سینٹر (جہاں بہت بڑی جماعت ہے) کو چھوڑ کر کیسے آپ کے گاؤں میں نماز عید پڑھا سکتا ہوں؟ پا کروما نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب! (افریقہ میں مبلغ سلسلہ کو مولوی صاحب کہہ کر پکارتے ہیں)۔ آپ مالکیوں کی جامع مسجد میں نماز عید پڑھائیں گے اور گاؤں کے تمام غیر احمدی مالکی آپ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے اور دوسری کوئی نماز نہ ہوگی۔ چونکہ یہ خلافت رابعہ کا دور تھا جو تبلیغ اور دعوت الی اللہ کا پُر جوش دور تھا۔ خاکسار نے تبلیغ کا قیمتی اور انمول موقع جان کر اس روحانی دعوت کو قبول کر لیا۔

سیرالیون میں عموماً بادلوں کا راج رہتا ہے۔ چاند تو دیکھا ہی نہیں جا سکتا۔ فلکیات کا ادارہ بھی اس وقت اتنا فعال نہ تھا کہ عید سے بہت قبل عید کا پتہ چل جائے۔ باڈو جماعت ایک Remote area میں واقعہ ہے جہاں کسی ٹرانسپورٹ کے ذریعہ پہنچنا بہت مشکل ہے۔ اس لئے خاکسار نے اپنے خیال میں عید کے دو روز قبل سفر کا آغاز کر دیا۔ مگر دوران سفر مسافروں اور دیگر مسلمانوں کو باتیں کرتے سنا کہ کل عید ہے۔ تو خاکسار کو منزل مقصود تک پہنچنے کی فکر لاحق ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں بھی کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ میں مغرب کے وقت باڈو سے 5 میل دور ایک بڑی جماعت باڈو (Bado) پہنچ گیا۔ یہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ اس ساری جماعت کو بھی پا کروما نے نماز عید میں شمولیت کی دعوت دے رکھی ہے اور تمام مرد و خواتین باڈو جانے کی تیاری میں ہیں۔ جہاں نماز عشاء پر تربیتی اجلاس کرنے اور اگلے روز یعنی عید والے دن، نماز تہجد اور نماز فجر باجماعت ادا کرنے اور درس و تدریس کے بعد تیاری کر کے ہم 100 کے لگ بھگ مرد و خواتین اور بچے و خدام پیدل عازم باڈو ہوئے۔ پانچ میل کا سفر تسبیح و تحمید، اور درود شریف بلند آواز سے پڑھتے گزرا۔ ہم جب ایک جتھے کی صورت میں باڈو پہنچے تو خاکسار نے پا کروما کے گھر کے باہر ایک مینڈھے کو ذبح ہوتے دیکھا۔ پا کروما اور دیگر دوست احباب سے میل ملاقات اور علیک سلیک کے بعد خاکسار نے پا کروما سے مینڈھے کے ذبح ہونے اور گوشت بنانے کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے جواباً کہا، مولوی صاحب! میں نے یہ قربانی کی ہے۔ چونکہ بہت دور دور سے لوگ عید پڑھنے آ رہے ہیں۔ میں نے چاہا کہ عید کی نماز کے معاً بعد اس گوشت سے مہمانوں کی تواضع کر دوں۔ تاخیر نہ ہو جائے۔ میں نے میزبان پا محمد کروما سے عرض کی کہ پا! (عزت کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے) قربانی نماز عید کے بعد ہوتی ہے پہلے نہیں اور ساتھ ہی خاکسار نے آنحضور ﷺ کا یہ قول مبارک بتایا کہ حضورؐ نے ایک عید الاضحیٰ کے روز فرمایا کہ آج عید کے روز جو نماز عید کے بعد قربانی کرے گا وہ ہماری سنت کے مطابق کرے گا اور جو عید سے قبل اپنا مینڈھا ذبح کرے گا تو اس کی حیثیت صرف گوشت کی سی ہوگی جو اپنے گھر والوں کے لئے تیار کرے گا۔ اس پر حضرت ابو بردہ بن نیارؓ نے کھڑے ہو کر حضورؐ سے عرض کی کہ حضورؐ! میں نے تو اپنا جانور عید سے قبل ذبح کر دیا ہے۔ اب ایک اور بکرا ذبح کروں؟ تو حضورؐ نے فرمایا ضرور کرو۔

(بخاری کتاب الاضاحی باب سنتہ الاضحیہ)

ایک اور روایت میں ہے کہ عید الاضحیٰ کے روز آنحضور ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ فلاں صحابی نے اپنا جانور عید سے قبل ذبح کر دیا ہے تو فرمایا اسے کہو کہ عید کے بعد دوبارہ قربانی کرے چنانچہ اس صحابی نے عید کے بعد دوبارہ قربانی کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ سچا فدائی اور صحابہؓ جیسا اخلاص رکھنے والا بزرگ پا کروما (مرحوم) میری یہ بات سُن کر فوراً بلند آواز سے بولا کہ: میں بھی تو اُسی (محمد ﷺ) کا ماننے والا پیرو کار ہوں۔ اگر اس صحابی نے اپنی غلطی پر دوبارہ قربانی کی تو میں بھی اپنی غلطی پر دوبارہ قربانی کرتا ہوں۔ اور بلند آواز سے اپنے بیٹے احمد کو بلوا کر اُسے ہدایت کی کہ فلاں ڈیرہ پر جو بکرا بندھا ہوا ہے وہ جلدی سے لے آؤ۔ قربانی کرنی ہے اور میرے نماز عید پڑھاتے اور خطبہ عید دیتے مسٹر احمد بکرا لے آیا تھا۔ جسے پا کروما نے عید کے بعد ذبح کر دیا۔ جبکہ اس وقت ملک میں بھوک، افلاس اور غربت کا دور دورہ تھا۔ ایک وقت کا کھانا بمشکل نصیب ہوتا تھا۔ ایسے حالات میں دوسری قربانی کا سوچنا محال تھا۔

اللہ اللہ! ایسے ایسے عشاق اور چمکدار اسلامی ذہنیت والے ہیرے و نگینے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا کر رکھے ہیں جو ہر اُس فعل کا تتبع اور پیروی کرتے ہیں جن افعال سے صحابہؓ، خدا تعالیٰ کے بن کر رہ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کے نمونہ پر چلتے ہوئے ان کے تاریخی روحانی واقعات کو زندہ کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَصْحَابِہٖ وَ عَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ وَ عَلٰی مُتَّبِعِیْنَ

(ابو سعید)

آج کی دعا

’’اے خدا تعالیٰ قادر وذوالجلال! میں گناہ گار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضورِ نماز حاصل نہیں ہوسکتا۔ تو اپنے فضل وکرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر حضورِ نماز میں میسر آوے۔‘‘

(فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 37)

یہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی نماز میں حصول حضور (موجودگی، حاضری) کی دعا ہے۔

16 مئی 1902 کو بمقام گورداسپور مولوی نظیر حسین صاحب سخا دہلوی نے بذریعہ عریضہ حضرت مسیح موعودؑ سے نماز میں حصولِ حضور کا طریق دریافت فرمایا اس پر حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل جواب تحریر فرمایا:

’’السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! طریق یہی ہے کہ نماز میں اپنے لئے دعا کرتے رہیں۔ اور سرسری اور بے خیال نماز سے خوش نہ ہوں جہاں تک ممکن ہو توجّہ سے نماز ادا کریں۔ توجّہ پیدا نہ ہو تو پنج وقت ہر ایک نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں بعد ہر رکعت کے کھڑے ہو کر یہ دعا (مندرجہ بالا دعا) کریں۔‘‘

مرسلہ: مریم رحمٰن

درثمین احمد آصف۔جرمنی

عائلی زندگی اور خواتین مبارکہ کے اعلیٰ نمونے

(قسط اول)

پرسکون عائلی زندگی سے مراد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مِنۡ اٰیٰتِہٖۤ اَنۡ خَلَقَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا لِّتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡہَا وَ جَعَلَ بَیۡنَکُمۡ مَّوَدَّۃً وَّ رَحۡمَۃً ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۲۲﴾

(الروم:22)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔’’اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تا کہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔‘‘

(ترجمہ بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

دین اسلام نے عائلی زندگی میں الفت و مودّت کے نہایت ہی پیارے اصول ہمارے لیے اس آیت کریمہ میں بیان فرما دیے ہیں۔جن پر چل کر ہم اپنی عائلی زندگی خوشحال، صحتمند اور جنت نما بنا سکتے ہیں۔حدیث مبارکہ میں بیان ہوتا ہے’’حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسی عورت بطور رفیقہ حیات بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا وہ جس کی طرف دیکھنے سے طبیعت خوش ہو۔مرد جس کام کے کرنے کے لیے کہے اسے بجالائے اور جس بات کو اس کا خاوند ناپسند کرے اس سے بچے۔‘‘

(نسائی بیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ، بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 354 صفحہ 390ایڈیشن 2006ء)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’شادیوں کا معاملہ محبت کی بنیاد کے قیام کے لیے ہے میاں بیوی کی محبت درحقیقت خدا ہی کی محبت کا ظِل ہے۔شادی ایک مدرسہ ہے جہاں خدا تعالیٰ کے عشق کا سبق پڑھایا جاتا ہے...اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے تعلقات کو اپنی محبت کا ایک نشان قرار دیا ہے...غرض ماں باپ کی محبت خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک ظِل ہے، بیوی کی محبت بھی خدا تعالیٰ کی محبت کا ظل ہے اور اولاد کی محبت بھی خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک ظل ہے... گویا یہ تینوں ایک درس گاہ ہیں جن میں انسان اللہ تعالیٰ کی محبت کا سبق سیکھتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔‘‘

(بحوالہ خطبات محمود جلد سوم صفحہ 374 مطبوعہ رقیم پریس یوکے)

عائلی زندگی کے بارہ میں قرآنِ کریم کی تعلیم اپنے اندر وہ قوت اور طاقت رکھتی ہے جس پر عمل کے نتیجہ میں عائلی زندگی جنت نظیر معاشرہ میں بدل جاتی ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں:

’’شادی کے بعد مودّت اور رحمت کا مضمون ہمیشہ پیشِ نظر رہنا چاہیے اور ایسا ماحول قائم کرنا چاہیے کہ مرد عورت کے لیے محبت اور رحمت کا سرچشمہ ثابت ہو اور عورت مرد کے لیے محبت اور رحمت کا سرچشمہ ثابت ہو۔‘‘

(بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لیے پھول جلد دوم صفحہ 60 ایڈیشن 2009ء)

نیز فرمایا’’...سارے معاشرے کے لیے یہ پیغام ہے کہ عائلی زندگی میں مودت اور رحمت کو اختیار کرو۔‘‘

(خطبہ جمعہ مؤرخہ 16 اپریل 1993ء بحوالہ خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 294)

قرآن پاک میں بہت سے مقامات پر اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں سے وعدہ ہے کہ وہ انہیں نعمتیں عطا فرمائے گا۔ان نعماء میں ایک انمول نعمت نیک جیون ساتھی کی بھی ہے۔حدیث شریف میں آتا ہے۔’’دنیا توسامانِ زیست ہے اور نیک عورت سے بڑھ کر کوئی سامانِ زیست نہیں۔‘‘

(ابن ماجہ ابواب النکاح باب افضل النساء بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 352 صفحہ نمبر 390 ایڈیشن 2006ء)

مضمون ہذا میں خاکسار خواتین مبارکہ کے عائلی زندگی اور تربیت اولاد کے انمول نمونوں میں سے چند ایک نمونے پیش کرنا چاہے گی جو ہم سب کے لئے مشعل راہ ہیں۔

عائلی زندگی و اخلاق کے اعلیٰ نمونے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے’’اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔‘‘

(الفرقان آیت نمبر 75)

یہ دعا حقیقی طور پر وہی کرسکتا ہے اور سچے رنگ میں اسی کے حق میں قبول ہوسکتی ہے جو اپنے جیون ساتھی اور اولاد کے لئے قرۃ العین ہو۔چنانچہ حدیث شریف ملاحظہ ہو’’مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔اور تم میں سے خُلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین اور مثالی سلوک کرتا ہے۔‘‘

(ترمذی کتاب النکاح باب حق المرأۃ علی زوجھا حدیث نمبر 1082،از حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 366 صفحہ نمبر 400 ایڈیشن 2006ء)

یہ اکمل المومنین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کون ہوسکتا تھا۔اسی لئے خوشگوار عائلی زندگی کی اگر مثال بیان کرنی ہو تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج مطہراتؓ کو ہمیشہ بطور نمونہ لیتے ہیں۔ازواج مطہرات بھی آپؐ کے ہر قسم کے آرام کا خیال فرماتیں اور ہرطرح سے آپؐ کی خدمت کرتیں اور آپؐ سے عشق کی حد تک پیار کرتی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ آپؐ بھی بیویوں کے نیک اوصاف کی بہت قدر کرتے تھے چنانچہ حضرت خدیجہؓ کے ایثار وفدائیت و وفاکی آپ کی زندگی میں بھی پاسداری کی اور انکی وفات کے بعد بھی کئی سال تک آپؐ نے دوسری شادی نہیں کی۔’’صحیح البخاری میں ہے۔موسوی امت کی بہترین خاتون مریم تھیں جو آل عمران میں سے تھیں اور اس امت کی بہترین خاتون خدیجہ بنت خویلد ہیں۔‘‘

(بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لیے پھول جلد دوم صفحہ 537 ایڈیشن 2009ء)

پیارے آقا و مولا سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوت قدسیہ سے ایسی پیارے رنگ میں تربیت کردی تھی کہ تمام ازواج مطہرات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کے خلاف کوئی کام کرنا پسند نہیں کرتی تھیں۔آپؐ کے کاموں و معاملات میں بے جا مداخلت نہ کرتیں، آپؐ کے آرام کا بہت زیادہ خیال رکھتیں۔حضورؐ کا ہر کام بڑی خوشی سے کرتیں۔آپکا بستر بچھانے میں فخر محسوس کرتیں۔وضو کا پانی خود لاکر دیتیں،خود آٹا پیتیں، گوندھتیں اور روٹی پکایا کرتیں۔۔۔گویا آپکو گھرداری کی فکروں سے آزاد کر رکھا تھا تا آپؐ یکسوئی سے عبادت کرسکیں اور دین کے کاموں میں مصروف رہ سکیں۔حضرت خدیجہؓ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ربع صدی کی ازدواجی رفاقت سے دنیا میں پہلی بار ایک مثالی جنت ارضی کا ظہور ہوا۔ایک مستشرق مسٹر ایڈورڈ جے جرجی Edward.J.Jurgi لکھتے ہیں:

When he was about25years old his marriage with Khadijah a rich and noble widow of matronly virtues,brought him and domestic contenment and happiness.And he could then easily offord to give himself up to long and assidous reflection upon the nature and destiny of man

Collier encyclopaedia volume16page690)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 25 برس کے قریب ہوئی تو (حضرت) خدیجہ سے آپ کی شادی ہوئی جو ایک امیر اور شریف النفس بیوہ خاتون تھیں اور خاندانی امور میں بھی خاص انتظامی سلیقہ رکھتی تھیں۔اس شادی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی سکون اور مسرت میسر آئی اور آپؐ اس قابل ہو گئے کہ انسانی فطرت اور اس کے مقصد حیات سے متعلق پیچیدہ مسائل پر مسلسل غور وفکر کرسکیں۔

(بحوالہ کتاب ’لباس‘ از حنیف احمد محمود صفحہ 68,69 سن اشاعت 2003ء)

پس خدیجہ کے ذکر سے آپ کے لئے ایک ایسا نمونہ قائم ہوتا ہے جو پاکیزگی میں، وفا میں، سادگی میں، انکسار میں، سخاوت میں اپنی مثال آپ ہو۔ آپؐ حضرت خدیجہؓ کی وفاؤں کے تذکرے کرتے تھکتے نہ تھے۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ”مجھے نبی کریمؐ کی کسی دوسرے زندہ بیوی کے ساتھ بھی اس قدر غیرت نہیں ہوئی جس قدر حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ہوئی حالانکہ وہ میری شادی سے تین سال قبل وفات پا چکی تھی۔“

(بخاری کتاب الادب باب حسن العھد من الایمان بحوالہ ”اسوۂ انسان کامل“ مصنفہ حافظ مظفر احمد صفحہ626ایڈیشن 2004ء)

فرماتی تھیں کہ کبھی تو میں اُکتا کر کہہ دیتی یا رسول اللہ! خدا نے آپؐ کو اس قدر اچھی اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں اب اس بڑھیا کا ذکر جانے بھی دیں۔

آپؐ فرماتے نہیں نہیں۔ خدیجہ اس وقت میری ساتھی بنی جب میں تنہا تھا۔ وہ اس وقت میری سِپر بنی جب میں بے یارو مددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے جھٹلایا۔“

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 118مطبوعہ بیروت بحوالہ اسوۂ انسان کامل مصنفہ حافظ مظفر احمد صفحہ 626-627ایڈیشن 2004ء)

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریمؐ کے ساتھ مکّی دور میں ہو چکا تھا۔مسلمان خواتین کی تعلیم وتربیت کے جس اعلیٰ مقصد کے لیے یہ قدم اٹھایا گیا وہ اس شادی کے بعد بڑی شان سے پورا ہوا۔ روحانی وجسمانی طہارت کے اعلیٰ مقام اور ذہانت کی وجہ سے بھی حضورؐ کو آپؓ رضی اللہ عنہا بہت عزیز تھیں۔ آپؐ فرماتے تھے کہ عائشہ کی فضیلت باقی بیویوں پر ایسے ہے جیسے ثرید گوشت والے کھانے کو دوسرے کھانے پر فضیلت ہوتی ہے۔

(بخاری کتاب المناقب باب فضل عائشہ)

بحوالہ اسوۂ انسان کامل مصنفہ حافظ مظفر احمدصفحہ 637ایڈیشن 2004ء)

عشق ومحبت کا نرالہ انداز دیکھنا ہو تو یہ روایت ملاحظہ فرمائیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان کرتے ہیں۔ ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں: ”رسول کریمؐ اپنی جوتی کو پیوند لگارہے تھے اور میں چرخہ کات رہی تھی...اچانک میری نظر حضورؐ کی پیشانی پر پڑی تو اس پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھر رہے تھے۔ اس پسینے کے اندر ایسا نور تھا جو ابھرتا چلا آرہا تھا اور بڑھ رہا تھا۔ یہ نظارہ دیکھ کر میں سراپا حیرت بن گئی... حضورؐ کی نگاہ مجھ پر پڑی تو فرمایا! عائشہ تم حیران کیوں ہوئی بیٹھی ہو؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے آپؐ کی پیشانی پر ایسا پسینہ دیکھا ہے کہ اس کے اندر ایک نور چمکتا دمکتا بڑھتا چلا جارہا ہے خدا کی قسم! اگر ابو کبیر ہذلی حضورؐ کو دیکھ پاتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کا مصداق آپؐ ہی تھے۔ آپؐ نے فرمایا! اس کے اشعار کیا ہیں؟حضرت عائشہؓ نے وہ اشعار پڑھ کر سنائے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے مبرا ہیں اور تو کوئی ایسا نہیں جو ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے اس طرح مبرا ہو... حضور نے ہاتھ میں جو کچھ تھا نہیں رکھ دیا۔ عائشہ کہتی ہیں آپ نے مجھے قریب کیا اور میری پیشانی کو چوما اور فرمایا اے عائشہ! جو سرور مجھے اس وقت تجھ سے حاصل ہوا ہے اتنا سرور تو تجھے بھی میرے نظارے میں حاصل نہیں ہوا ہوگا... یہ آپؐ کی ازدواجی زندگی کے حالات ہیں۔ اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ محبت جو خدا کے لیے ہو، وہ لذتیں جو خدا کی خاطر ہوں، ان محبتوں اور لذتوں کے کیا رنگ ہوا کرتے ہیں۔“

(بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لیے پھول جلد دوم صفحہ 541 ,542ایڈیشن 2009ء)

ایک اور موقع پر حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”عائشہؓ کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کا پتہ لگانا ہو تو اس بات پر غور کرو کہ رسول کریمؐ کی وفات کے وقت ان کی عمر 19 سال یا 21 سال کی ہوگی... ساری عمر انہوں نے رسول کریمؐ کی محبت اور یاد میں گزار دی۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپؓ کوئی اچھی چیز نہ کھاتی تھیں کہ رسول کریمؐ کو یاد کر کے آپ کی آنکھوں سے آنسو نہ نکل آتے ہوں...“

(بحوالہ خطبات محمود جلد سوم صفحہ 269 مطبوعہ رقیم پریس یوکے)

اسی طرح آنحضورؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ آپؐ کی وفات کے بعد پچاس سال زندہ رہیں۔ ان کے بارے میں آتا ہے کہ: ”اپنی وفات سے قبل انہوں نے اپنے اردگرد کے لوگوں سے درخواست کی کہ جب میں مرجاؤں تو مکہ کے باہر ایک منزل کے فاصلہ پر اس جگہ جس جگہ رسول کریمؐ کا خیمہ تھا اور جہاں شادی کے بعد پہلی بار آپؐ سے ملی تھی وہاں میری قبر بنائی جائے اور اس میں مجھے دفن کیا جائے۔ دنیا میں سچے نوادر بھی ہوتے ہیں اور قصے کہانیاں بھی۔ لیکن کوئی واقعہ اس گہری محبت اور اس کے اتنے خوبصورت اظہار سے زیادہ پُر تاثیر ہوسکتا ہے؟“

(بحوالہ نبیوں کا سردار صفحہ 197,198

از حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ ایڈیشن 2013ء)

حضرت سودہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق تھا وہ اطاعت میں ایسا ڈھل گیا تھا کہ کبھی کسی بیوی نے اطاعت کے مضمون میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا حق ادا نہیں کیا جیسا حضرت سودہؓ ہمیشہ کرتی رہیں۔ آپؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا...چنانچہ گھر کی ہو بیٹھیں اور تا وفات اپنے گھر کی چوکھٹ سے باہر قدم نہ نکالا۔

(بحوالہ اوڑھنی والیوں کے لیے پھول جلد دوم صفحہ 551 ایڈیشن 2009ء)

حضرت ام حبیبہؓ رسول اللہؐ کے عشق میں اس قدر مخمور تھیں کہ ایک دفعہ ان کا والد ابوسفیان ملنے آیا اور رسول اللہؐ کے بستر پر بیٹھنا چاہا تو حضرت ام حبیبہؓ نے بستر لپیٹ دیا۔ امام زُہری روایت کرتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے قبل ابوسفیان مدینہ آئے۔ وہ صلح حدیبیہ کی مدّت بڑھانا چاہتے تھے۔ وہ اپنی بیٹی حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ جب وہ رسول اللہؐ کے گھر گئے اور بستر پر جاکر بیٹھنے لگے اور وہ بستر تھا جہاں آنحضرتؐ بھی بیٹھا کرتے تھے۔ تو حضرت اُمّ حبیبہؓ نے بستر لپیٹ دیا کہ ابوسفیان اس پر نہ بیٹھیں۔ اس پر ابوسفیان نے کہا کہ بیٹی! تم نے اس بستر کو مجھ پر ترجیح دی ہے۔ تم سمجھتی ہو کہ یہ بستر ایسا پاک ہے کہ میں اس پر بیٹھنے کے لائق نہیں۔ اس پر حضرت اُمّ حبیبہؓ نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ بستر رسول اللہ کا ہے، مقدس بستر ہے اور تم ایک ناپاک مشرک شخص ہو۔ گو میرے باپ ہو لیکن تمہارا وہ مقام نہیں کہ اس بستر پر بیٹھ سکو۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ جزء 8 صفحہ 142، رملۃ بنت ابی سفیان 11191، دارالکتب العلمیہ بیروت 2005ء)

تمام ازواج مطہراتؓ کو آنحضورؐ مثالی محبت تھی ایک دفعہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو حضرت صفیہؓ انتہائی حسرت کے ساتھ بولیں» کاش آپ کی بجائے میں بیمار ہوتی» آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیویوں نے اس اظہار محبت پر جب تعجب کیا تو آپؐ نے فرمایا:

”دکھاوا نہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہی ہیں“

اللہ تعالیٰ کے اس پیارے نبی شہنشاہ دوجہاں تاج مرسلین کے گھر کا نمونہ ہماری خواتین کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ کس قدر سادہ ہے۔ تکلف وتصنع نام کی کوئی چیز نہیں۔ نہایت صبر وشکر کے ساتھ آپ تمام ازواج مطہرات نے محض اور محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر ان کی اتباع اور پیروی میں زندگی گزاری۔

(بحوالہ کتاب ’لباس‘ از حنیف احمد محمود صفحہ 69 سن اشاعت 2003ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطاب میں دختر رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کی پرسکون عائلی زندگی کی مثال دیتے ہوئے فرمایا:

”ایک دفعہ حضرت علی مرتضیٰؓ گھر تشریف لائے۔ کچھ کھانے کو مانگا کہ کچھ کھانے کو دو حضرت فاطمہؓ سے۔ تو آپؓ نے بتایا کہ آج تیسرا دن ہے گھر میں جو کا ایک دانہ تک نہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے فاطمہ! مجھ سے تم نے ذکر کیوں نہیں کیا کہ میں کوئی انتظام کرتا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میرے باپؐ نے رخصتی کے وقت نصیحت کی تھی کہ میں کبھی سوال کرکے آپ کو شرمندہ نہ کروں۔ یہ نہ ہو کہ آپ کے حالات ایسے ہوں اور میں سوال کروں اور وہ میری خواہش پوری نہ ہو سکے اور اس کی وجہ سے آپ پر بوجھ پڑے یا قرض لے کر پورا کریں یا ویسے دل میں ایک پریشانی پیدا ہو کہ میں اس کی خواہش پوری نہیں کرسکا۔ تو یہ ایک ایسی بات ہے جو ہر عورت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔ ہر اُس عورت کے لئے جو خاوندوں سے ناجائز مطالبات کرتی ہیں۔“

(ماخوذ از تذکار صحابیاتؓ، از طالب الہاشمی صفحہ 136، البدر پبلی کیشنز لاہور 2005ء)

(جلسہ سالانہ یوکے خطاب از مستورات فرمودہ 28 جولائی 2007ء)

مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 13 نومبر 2015ء)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کا یہ عالم تھا کہ آپؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کو حسن معاشرت کی تعلیم دی حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

’’جس طرح فاطمہؓ بہترین مخلوق خدا ہے اسی طرح بہترین گھر والی ہے۔اگرچہ میرے گھر میں دیباج اور حریر یعنی ریشم تو نہیں لیکن فاطمہؓ کی چکی پر گرد و غبار نہیں اور ہمارے بچھونے پر خاک دھول نہیں ہوتی اگرچہ اس کی ردا یعنی چادر میں پیوند ہوتے ہیں مگر میلی نہیں ہوتی۔ان تمام امور سے حضرت فاطمہؓ کے سگھڑ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔‘‘

(حضرت فاطمۃ الزہرہ از صادقہ فضل شائع کردہ لجنہ اماء اللہ لاہور بحوالہ کتاب ’لباس‘ از حنیف احمد محمود صفحہ 70 سن اشاعت 2003ء)

حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کی شادی ہوئی تو ان کے شوہر حضرت زبیرؓ بالکل غریب تھے۔اور اس لیے انہیں نہایت تنگی سے گزر اوقات کرنی پڑتی تھی۔مگر اس تنگی نے ان کی طبیعت میں کوئی تنگ دلی پیدا نہیں کی تھی۔... ان کی بہن حضرت عائشہؓ کے ترکہ میں سے ان کے حصہ میں ایک جائیداد آئی۔جسے فروخت کرنے سے ایک لاکھ درہم وصول ہوئے.... حضرت اسماءؓ نے یہ ساری رقم اپنے غریب اور محتاج اعزہ پر خرچ کر دی۔(بخاری کتاب الھبۃ)صحابہ کرام کی فیاضی کے اندر جو بےنفسی، خدا ترسی اور ہمدردی نظر آتی ہے وہ کہیں اور دکھائی نہیں دے گی۔

(بخاری کتاب النکاح بحوالہ مسلمانوں کے سنہری کارنامے صفحہ 71,72)

حضرت زینب بنت ابو معاویہؓ کی شادی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ہوئی تھی۔ان کے شوہر غریب تھے۔اور یہ دستکاری جانتی تھیں۔اس لیے اپنے ہاتھ سے محنت کر کے گھر کا خرچ چلاتی تھیں۔

(اسد الغابہ جلد 6 صفحہ 128 بحوالہ مسلمانوں کے سنہری کارنامے صفحہ 109)

مثالی جوڑا: حضرت مسیح موعودؑ پرسکون عائلی زندگی کا گر بتاتے ہوئے فرماتے ہیں’’عورتوں کے لیے خدا کا وعدہ ہے کہ اگر وہ اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں گی تو خدا ان کو ہر بلا سے بچاوے گا اور ان کی اولاد عمر والی ہوگی اور نیک بخت ہوگی۔‘‘

(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سورۃ النساء جلد سوم صفحہ 309 ایڈیشن 2016ء)

آنحضورؐ کے عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جانؓ کی ازدواجی زندگی الفت و مودت اور بہشت کا نمونہ تھی۔دونوں میاں بیوی کامل محبت و یگانگت کا ایک بےنظیر نمونہ تھے۔ایک مثالی جوڑا تھا جن میں دوئی مٹ چکی تھی اور ایسے ہو گئے تھے جیسے ایک سینے میں دو دل دھڑک رہے ہوں۔یہ سب اس لیے تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ حضرت اماں جانؓ کی بہت خاطر داری کرتے تھے اور دوسری طرف حضرت اماں جانؓ بھی دل و جان سے حضرت مسیح موعودؑ پر فدا تھیں۔اس طرح اس مقدس جوڑے کی باہمی الفت و مودت نے ایک ایسے گھرانے کو جنم دیا جو خدا کے فضلوں کا مورد بنا۔حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ فرماتے ہیں:

’’میں نے اپنے ہوش میں نہ کبھی حضور علیہ السلام کو حضرت ام المومنین سے ناراض دیکھا نہ سنا بلکہ ہمیشہ وہ حالت دیکھی جو ایک ideal جوڑے کی ہونی چاہیے۔‘‘

(بحوالہ سیرت حضرت سیدہ نصرت جہان بیگمؓ مرتبہ حضرت شیخ محمود احمد عرفانی و شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 231)

اس سلسلہ میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ بیان کرتی ہیں:

’’ایک بار مجھے یاد ہے حضرت والدہ صاحبہؓ نے حضرت اقدسؑ سے کہ ...’’میں ہمیشہ دعا کرتی ہوں کہ خدا مجھے آپ کا غم نہ دکھائے اور مجھے پہلے اٹھا لے‘‘یہ سن کر حضرتؑ نے فرمایا:’’اور میں ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں کہ تم میرے بعد زندہ رہو اور میں تم کو سلامت چھوڑ کر جاؤں۔‘‘

(بحوالہ سیرت حضرت سیدہ نصرت جہان بیگمؓ مرتبہ حضرت شیخ محمود احمد عرفانی و شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 459.460)

روشن مثال: حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کی وارث اور حضرت اماں جانؓ کی تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ نے اپنی عائلی زندگی خوب بسر کی۔اپنے خاوند سے محبت و وفا کا تعلق نبھایا اور عسر و یسر میں پورا ساتھ دیا۔قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ دل کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو حضرت سیدہ صاحبہؓ نے اپنے خاوند کی خدمت کا صحیح معنوں میں پورا حق ادا کیا اور دن رات اپنے خاوند اور بچوں کی دیکھ بھال میں لگی رہتیں۔اسی خدمت میں اپنی صحت کی بھی پروا نہ کی۔چنانچہ حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحبؓ اپنی صاحبزادی کو شادی کے موقع پر نصائح پر مشتمل خط میں اپنی اہلیہ کی وفاداری کی شہادت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’تمہاری امی اس معاملہ میں بہترین نمونہ ہیں تم نے خود دیکھا ہے کہ کس قدر تنگی انہوں نے میرے ساتھ اٹھائی لیکن اس وقت کو نہایت وفا اور محبت کے ساتھ گزار دیا ایک طرف تو یہ تسلیم و رضا تھی اور دوسری طرف مجھے کام کرنے اور باہر نکل جانے کی ترغیب دیتی تھیں۔آخر اس صابر و شاکر ہستی کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم اور فضل کے دروازے میرے پر کھول دیے۔اللہ تعالیٰ تم کو اپنی امی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔گھر میں مختلف قسم کی تکالیف بھی آئیں لیکن اس خدا کی بندی نے اپنے میکے میں ان تکالیف کا کبھی بھی ذکر نہ کیا۔خود اپنے نفس پر سب کچھ برداشت کیا،لیکن دوسروں کو اپنی تکلیف میں شامل کرنا گوارا نہ کیا۔وقت تھا گزر گیا،میری بچی!مجھے بڑی خوشی ہوگی۔تم بھی اپنی امی کی طرز ہی اختیار کرو وہ تمہارے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔‘‘

(بحوالہ دخت کرام از سید سجاد احمد صفحہ 68-69)

حرم محترم سیدۃ النساءؓ: حضرت سیّدہ نانی جانؓ (حضرت سیّدہ اماں جانؓ) کی والدہ ماجدہ کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ حضرت میر صاحبؓ اور حضرت نانی جانؓ کی طبیعت میں بڑا فرق تھا۔کہ حضرت میر صاحبؓ تیز مزاج اور حضرت نانی جانؓ ٹھنڈے مزاج کی تھیں۔حضرت میر صاحبؓ فرماتے ہیں’’اس بابرکت بیوی نے جس سے میرا پالا پڑا مجھے بہت ہی آرام دیا۔نہایت فرمانبرداری سے میرے ساتھ اوقات بسر کی۔ہمیشہ نیک صلاح دیتی رہیں کبھی ناحق مجھ پر دباؤ نہیں ڈالا۔یہ نہایت خوبصورت تعریفی کلمات آپؓ کی سیرت کے عکاس ہیں۔پھر آپ نے ان پر ایک نظم بعنوان’’حرمِ محترم‘‘ بھی تحریر کی۔

اے میرے دل کی راحت میں ہوں تیرا فدائی
تکلیف میں نے ہرگز تجھ سے کبھی نہ پائی
تو لعل بے بہا ہے انمول ہے تو موتی
ہے نقش میرے دل پہ بس تیری پارسائی

(از سیرت حضرت اماں جان تصنیف محمود احمد عرفانی صفحہ نمبر 175,176)

حضرت اُمّ ناصرؓ: بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔سب خاندان والوں سے حسب مراتب پیار و محبت کا سلوک کرتیں۔شوہر کی مزاج شناس تھیں۔وفا شعار اور خدمت کرنے والی بیوی تھیں۔ہر چھوٹی بڑی ضرورت کا خیال رکھتیں۔قدردان شوہر حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کی خوبیوں کو ایسے خراج تحسین پیش کیا۔’’کیا ہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے لوگ اس دکان کو تو یاد رکھتے ہیں جہاں سے عطر خریدتے ہیں مگر اس گلاب کا کسی کو بھی خیال نہیں آتا جس نے مر کر ان کی خوشی کا سامان پیدا کیا ہے۔‘‘

(بحوالہ انوار العلوم جلد 8 صفحہ 370)

باقی آئندہ ان شاءاللہ

بقیہ: ہفتے میں سات دن ہی کیوں ہوتے ہیں؟......از صفحہ 8

مشتری کا نام Thursday رکھا،

زہرہ کا نام Friday رکھا،

اور زحل کا نام Saturday رکھا۔

یہ نظریہ صرف بابلیوں سے ہی مخصوص نہیں تھا بلکہ اہل ہند کے فلکیات دان بھی اسی قسم کے نظریات رکھتے تھے۔

دِنوں کی یہ تقسیم بہت کارآمد تھی جسے ہر خاص و عام آسانی سے استعمال کرسکتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ دِنوں کی اس تقسیم نے بہت مقبولیت حاصل کی۔نتیجتاً آج پوری دنیا میں ہفتے کے سات دن شمار کیے جاتے ہیں۔تاریخ میں سات کا عدد واحد عدد نہیں ہے جو ہفتے کے دنوں کے شمار میں استعمال کیا گیا ہو۔کئی قدیمی تہذیبوں میں ہفتے میں دِنوں کی تعداد مختلف رہی ہے۔جیسا کہ مصری کیلنڈر کے ایک ہفتے میں 10 دن ہوتے تھے۔رومن کیلنڈر میں ایک ہفتہ 8 دنوں پر مشتمل ہوتا تھا۔لیکن دِنوں اور ہفتوں کے اعداد و شمار میں یہ ترتیب کچھ زیادہ سودمند ثابت نہ ہوئی۔اس کے مقابل سب سے زیادہ شہرت بابلیوں کی مرتب کردہ ترتیب کو ملی جو پوری دنیا میں آج بھی مستعمل ہے۔چنانچہ آج ہر براعظم، ہر ملک، ہر شہر، ہر قصبہ اور گاؤں میں ہفتے کے 7 دن ہی شمار کیے جاتے ہیں۔

ہدایات بابت کمپوزنگ و پروف ریڈنگ

برائے

روزنامہ الفضل آن لائن لندن

ادارہ الفضل، اخبار الفضل آن لائن کے ڈیزائن، پیج فارمیٹنگ اور لے آؤٹ سیٹنگ کو خوبصورت اور دیدہ زیب بنانے کے لئے نیز غلطیوں سے پاک مضامین کو باقاعدہ ایک فارمیٹ میں لانے کے لئے آپ کی مدد کا خواہاں ہے۔ اس کے لئے ممبران بورڈ، پروف ریڈرز اور ٹائپ کر کے اپنی تحریر بجھوانے والے مضمون نگار اور کمپوزنگ کرنے والے احباب و خواتین درج ذیل باتوں کو ملحوظ رکھیں۔ کان اللہ معکم

غلطیوں سے مبرا کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کسی بھی اخبار کی اشاعت کا ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے جو اخبار کے حسن کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ اس کے بغیر غلطیوں کی بھرمار کی وجہ سے اخبار کا حسن ماند پڑ جاتا ہے بلکہ قاری پر گراں بھی گزرتا ہے۔ اس لئے خاص طور پر پروف ریڈنگ کرتے ہوئے عُقاب کی نگاہ رکھیں۔

اس سلسلہ میں چند باتوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اچھی اور معیاری کمپوزنگ کے حوالہ سے ان امور کا خیال رکھیں:

1۔ جو دوست و خواتین مضمون کمپوز کر کے ہمیں بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں، وہ ہمیں آگاہ فرمائیں تا کہ ان کو اخبار کی منظور شدہ اسٹائل شیٹ کی فائل بجھوائی جاسکے۔ اس اسٹائل شیٹ پر ہی کمپوزنگ Microsoft Word میں کریں اور کمپوزنگ کے بعد خود پروف ریڈنگ بھی کریں تا کہ بنیادی غلطیاں ٹھیک ہوسکیں اور وقت کی بچت ہو۔

2۔ کمپوزنگ کا فونٹ سائز 13ؔ جبکہ ہیڈنگ کا فونٹ سائز 15ؔ ہے نیز ہیڈنگ یا سب ہیڈنگ کو highlight کرنے کے لئے نیچے لائن نہ لگائیں۔ ہاں نمایاں کرنے کے لئے فونٹ کو بولڈ کیا جاسکتا ہے۔

3۔ قرآنی آیات، احادیث اور دیگر عربی عبارات کا فونٹ ’’نور ھدیٰ‘‘ ہوگا۔ کوشش فرمائیں کہ عربی تحریر اسی فونٹ میں لکھیں اور ساتھ اعراب لگا کر اصل عبارت سے چیک بھی کر لیں۔ اگر آپ کے پاس یہ فونٹ نہ ہو تو کسی بھی ماہر سے درخواست کر کے آسانی سے لیا جاسکتا ہے۔ قرآنی آیات، احادیث اور عربی عبارات پر اعراب ہونے ضروری ہیں۔

4۔ قرآنی آیات اگر قرآن کریم سے لیں تو سب سے بہتر ہے بصورت دیگر کمپوز کرتے ہوئے قرآنی آیات علاماتِ رموز اور اعراب کے ساتھ ہوں۔ کمپوز کرنے کی صورت میں بعد میں احتیاط سے چیک ضرور کر لیں۔ قرآنی آیات www.alislam.org سے لی جاسکتی ہیں۔ یاد رہے کہ قرآنی آیت کے دونوں اطراف بریکٹس لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کے ترجمہ کے دونوں اطراف commas لگانے کی ضرورت ہے۔ بعض اوقات احباب قرآنی آیت کا کچھ حصہ لکھ کر آگے نقطے لگا کر الخ لکھ دیتے ہیں۔ اس کے بجائے مکمل آیت لکھنی چاہیے۔ اور حوالہ آیت کے ساتھ آئے گا نہ کہ ترجمہ کے بعد۔

5۔ صحابی/صحابیہ کے ذکر میں ’’حضرت‘‘ اور ’’رضی اللہ عنہ‘‘/’’رضی اللہ عنہا‘‘، ’’رضی اللہ عنہما‘‘ یا ’’رضی اللہ عنہم‘‘ یا ’’ؓ‘‘ لکھیں اور ’’صاحب‘‘ نہ لگائیں، کیونکہ آغاز میں زیادہ اچھا لفظ ’’حضرت‘‘ اور آخر میں رضی اللہ عنہ لکھا گیا ہے۔

6۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے ’’حضور انور‘‘/’’حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ‘‘ لکھیں مگر دیگر خلفاء احمدیت کے ساتھ ’’حضور‘‘ لکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے لئے رضی اللہ عنہ یا ’’ؓ‘‘ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے لئے رحمہ اللہ تعالیٰ یا ’’ؒ‘‘ لکھیں۔

7۔ بعض مضامین یا تحریروں میں لکھنے والے مکرم و محترم یا مکرم۔۔۔ نام لکھ کر صاحب لکھ دیتے ہیں۔ آپ صرف مکرم کو کمپوز کریں اور صاحب ساتھ نہ لگائیں۔ اگر نام سے پہلے مکرم و محترم/ مکرم/ محترم/ جناب نہیں لکھا گیا تو نام کے بعد صاحب لکھ دیا جائے۔ مکرم و محترم لکھنے کی بجائے مکرم لکھنا کافی ہے۔

8۔ مضمون/ نظم کے شروع میں مضمون نگار/ شاعر کا صرف نام ہی آئے گا ساتھ مکرم و محترم/ مکرم/محترم/ جناب اور آخر پر صاحب نہیں لکھا جائے گا۔ اس کے بعد dash لگا کر جگہ کا نام آجائے گا مثلاً مسعود احمد۔ واشنگٹن۔ اگر جگہ یا ملک کا نام نہیں لکھنا تو ڈیش کی ضرورت نہیں ہے۔

9۔ سرکاری اور سیاسی شخصیات کے ساتھ جناب یا صرف نام۔ اگر عہدہ ہے تو وہ لکھیں۔ جیسے ’’جناب ڈاکٹر جارج ویلا‘‘ لکھنا کافی ہے ’’صاحب‘‘ نہ لگائیں۔

10۔ خواتین کے لئے خاکسار یا عاجزہ کا استعمال کریں۔ خاکسارہ کا استعمال غلط ہے۔

11۔ مضمون کے اندر شعر لکھتے وقت ’’؎‘‘ اور مصرع لکھتے وقت ’’؏‘‘ کا نشان ضرور دیں۔ یہ دونوں نشانات insert میں جا کر symbols کے مینیو میں مل جاتے ہیں۔

12۔ بعض اوقات رپورٹنگ کرنے والے نمائندگان یا احباب مکمل نام نہیں لکھتے مثلاً مکرم طارق صاحب نے افتتاح کیا۔ نام مکمل درج ہونا چاہیے تا کہ تاریخی لحاظ سے صحیح کوائف محفوظ ہوں اور پڑھنے والے کے لئے مکمل معلومات مہیا ہوسکیں۔

13۔ ادارہ کے ممبران کو یہ مدنظر رکھنا چاہیے کہ اگر کسی مضمون نگار نے اسلامی اصطلاحات کی جگہ ان کے متبادل الفاظ استعمال کئے ہوں تو ان کی بجائے اصل اور مکمل اسلامی اصطلاح لکھیں۔

14۔ نئے پیرا سے قبل ضرور Tab دیں۔

15۔ اگر کوئی لفظ دو سطروں میں تقسیم ہو رہا ہے تو اُسے اکٹھا کریں۔ جیسے خیر خواہ، فی الحال وغیرہ

16۔ اگر پیرا کے آخر میں صرف ایک لفظ الگ سطر میں آ رہا ہو تو ورڈ سپیسنگ کم کر کے اسے پہلی سطر میں adjust کریں یا اوپر کی عبارت کے کچھ الفاظ اس اکیلے لفظ کے ساتھ دوسری سطر میں لے آئیں۔ اگر نمبرنگ کرنی ہو تو نمبر الگ ترتیب میں اور عبارت الگ ترتیب میں ہو اور اگر اسٹارز لگائیں تو تب بھی ترتیب کے ساتھ۔ اسٹارز الگ ترتیب سے اور عبارت الگ ترتیب سے ہو۔

17۔ کمپوزنگ اور سیٹنگ کرتے وقت Dash،Comma سطر کے آغاز پر نہ آئے۔

18۔ Commas کا خیال رکھیں اور اردو فونٹ میں لکھیں، انگریزی فونٹ میں Commas کی شکل بدل جاتی ہے بعض اوقات یہ درست ہونے کی بجائے الٹے ڈھل جاتے ہیں۔

19۔ اگر کسی حوالے کے درمیان کچھ عبارت چھوڑ گئی ہو اور .... کا نشان ہو تو یہ نشان باریک dots پر مشتمل ہو۔ انگریزی key board میں فل اسٹاپ کے لئے یہی dot استعمال ہوتے ہیں۔

20۔ عنوان کے بعد dash نہ لگائیں۔

21۔ کوئی ذیلی عنوان کالم کے یا صفحہ کے نیچے نہ آئے اور اسی طرح کوئی حوالہ صفحہ کے اوپر نہ آئے۔

22۔ کسی ذیلی عنوان کے نیچے لائن نہ ہو۔ البتہ مین سُرخی میں اگر ضرورت ہو تو لگا سکتے ہیں۔ ہر ذیلی عنوان کا فونٹ اور سائز برابر ہو۔

23۔ حوالہ الگ سطر میں کمپوز کریں۔ خیال رہے کہ حوالہ مکمل ہو۔

مکمل حوالہ دیتے وقت خیال رہے کہ کتاب کا سن اشاعت بھی حوالے میں شامل ہو۔ اس سے حوالے کے ماخذ تک پہنچنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مکمل حوالہ جات مندرجہ ذیل طریقوں سے دیئے جاتے ہیں۔

- قرآنی حوالہ آیت نمبر کے ساتھ اس طرح لکھیں (البقرۃ:17)
- کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 120 کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن (کتاب وغیرہ کے بعد الٹا comma اور صفحہ کا لفظ مکمل لکھیں نہ کہ صرف ص)
- ملفوظات جلد 2 صفحہ 201، سن اشاعت 1984ء مطبوعہ لندن۔

اس وقت ملفوظات کے تین ایڈیشن زیادہ مستعمل ہیں 1984ء مطبوعہ لندن، 1988ء مطبوعہ ربوہ، 2016ء مطبوعہ لندن۔ پاکستان کے حالات کے پیش نظر مطبوعہ ربوہ نہ لکھیں۔

- حوالے میں اگر دو صفحات یا دو سے زیادہ ہوں تو دائیں سے بائیں گنتی کی ترتیب برقرار رہے۔ جیسے صفحہ 201-202 یا 201 تا 205
- اپنے مضمون میں کوئی بھی ارشاد یا حوالہ درج کرنا ہو تو اس کو ہمیشہ اصل ماخذ سے چیک کر کے لکھیں اور آخر پر اس کا حوالہ بھی اسی جگہ کا دیں، نہ کہ کسی اور اخبار یا رسالہ کا۔ مثلاً روحانی خزائن یا ملفوظات کا حوالہ

مندرجہ بالا طریق کے مطابق اصل ماخذ کا ہونا چاہئے نہ کہ یہ: (بحوالہ: ماہنامہ خالد وغیرہ)

- اگر مضمون ماخوذ ہو تو اخبار کا حوالہ ضرور دیں اور مضمون نگار کا نام بھی لکھیں۔

24۔ اگر کوئی فگر جیسے صفحہ نمبر یا تاریخ یا دیگر کوئی اور ہندسے ہوں تو وہ بھی انگلش میں کمپوز کریں۔مثلاً صفحہ نمبر 21 نہ کہ صفحہ نمبر ۲۱ یا 4 جون 2021ء نہ کہ ۴ جون ۲۰۲۱۔

25۔ بعض الفاظ غلط العام کے طور پر استعمال ہوتے اور لکھے جاتے ہیں جیسے سٹیشن، سکیم، سٹور، سٹال انہیں الف کے ساتھ اسٹیشن، اسکیم، اسٹور اور اسٹال لکھیں۔

26۔ الفاظ پر بلا ضرورت اعراب نہ لگائیں بالخصوص ایسے الفاظ جن کی اعراب سے شکل وہیئت بدل جائے مگر ''مَیں'' اور ''میں'' میں زبر لگا کر فرق واضح کریں۔

27۔ اُردو میں استعمال ہونے والی علامات جیسے اے اللہ کے بعد ''!'' ضرور لگائیں یا سوالیہ عبارت پر ''؟'' کا نشان ضرور لگائیں۔

28۔ الفاظ کو بلا ضرورت آپس میں نہ ملائیں جیسے جسمیں، جبتک، اسقدر، کیطرف، اسلئے، کرنیکی، وغیرہ۔ انہیں جس میں، جب تک، اس قدر، کی طرف، اس لئے، کرنے کی، کی صورت میں لکھیں۔اگر کسی کی تحریر یا بیان جو کسی بھی جگہ چھپا ہو تو اسے من وعن درج کریں اس تحریر پر یہ ہدایت لاگو نہیں ہو گی۔

29۔حضرت مسیح موعودؑ یا آپؑ کے خلفاء کرام کے ارشادات مضمون میں شامل کرنے ہوں تو انہیں Commas میں درج کریں۔

30۔ بعض کتب میں اردو کے الفاظ قدیم طرز پر ملتے ہیں جو اب مروج نہیں ان کو quote کرتے ہوئے انہیں تبدیل نہ کریں۔ جیسے روحانی خزائن اور ملفوظات میں بعض الفاظ جیسے ''طیار''،''جڑھ'' وغیرہ انہیں اسی طرح درج کیا جائے اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ از خود ان الفاظ کو تبدیل نہ کیا جائے۔

31۔ سن لکھتے وقت سن اور ہمزہ ڈالیں جیسے 2021ء۔سن کا نشان'' ؁ '' نہ ڈالیں۔الحمد للہ میں الف ڈالنا اور الحمداللہ لکھنا غلط ہے۔

32۔''انشاء اللہ'' کو ''ان شاء اللہ'' لکھیں اور ''الحمد للہ''، ''جزاکم اللہ''، ''سبحان اللہ'' اور ''اللہ اکبر'' کو عربی فونٹ میں لکھیں۔

33۔ Comma اردو فونٹ کا استعمال کریں تو بہتر ہو گا۔ یعنی ''،''

34۔ دو چشمی ھ اردو میں مفرد استعمال نہیں ہوتی کسی دوسرے حرف کے ساتھ مل کر آتی ہے۔محض بھ، پھ، تھ کھ گھ وغیرہ میں ہی دو چشمی ''ھ'' کی ضرورت ہے۔ لفظ کے شروع میں ''ھ'' نہیں آتی بلکہ ''ہ'' آتی ہے جیسے ''ھمارا'' نہیں ''ہمارا'' لکھا جائے گا۔''انہیں'' اور ''ابو ہریرہ'' کو ''ھ'' سے لکھنا غلط ہے اسے ''ہ'' سے لکھا جاتا ہے۔

35۔ ہمزۂ اضافت کا استعمال: ''فضائے بسیط''۔ ''شعرائے کرام''۔ ''نالۂ دل'' کو ''فضاءِ بسیط''، ''شعراءِ کرام'' اور ''نالہء دل'' نہ لکھا جائے ہمزہ الگ نہیں آتا ا، ہ، و پر آتا ہے۔

36۔ لیلیٰ، موسیٰ، عیسیٰ جیسے الفاظ میں کھڑی زبر ''ی'' پر درست ہے۔

37۔بعض لوگ زکیہ/ شازیہ/گزارش/گزشتہ/گزرنا وغیرہ ''ذ'' سے لکھ دیتے ہیں جبکہ یہ ''ز'' کے ساتھ درست ہیں۔

38۔عمداً، فوراً، عموماً پر دو زبریں الف پر آئیں گی۔

39۔ جب حوالہ واوین (Inverted Commas) میں دیا گیا ہو تو حوالہ ختم کرتے ہوئے پہلے dash اور پھر inverted commas آئیں گے یا دوسری صورت میں dash نہ ڈالیں اور inverted commas ڈال کر حوالہ مکمل کر دیں۔ (''حوالہ۔'') یا (''حوالہ'')

40۔ اگر اقتباس دیتے ہوئے کچھ حصہ چھوڑنا ہو تو نکتے لگائے جاتے ہیں یعنی.............جب کسی حوالہ کے درمیان میں عبارت چھوڑی گئی ہو اور ''...........'' کے نشان ہوں تو اس نشان سے فوری پہلے یا فوری بعد dash کا نشان نہیں آئے گا۔

41۔ تحریر کو کمپوز یا ایڈٹ کرتے ہوئے اگر کوئی حوالہ یا مضمون کا کوئی حصہ اسلامی تعلیم یا نظام جماعت احمدیہ کے خلاف محسوس کریں تو ضرور مطلع کریں۔

آپ کے فائدے اور تجربہ کے لئے اب کچھ پروف ریڈنگ کے بارے میں اہم رموز شامل کئے جاتے ہیں۔

42۔ پروف ریڈنگ کے لئے دو افراد مناسب ہوتے ہیں تا کہ کمپوزشدہ مواد اور اصل پروف کا موازنہ ہو سکے۔

43۔ جس نے کمپوز کیا ہے وہ اصل پروف سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور دوسرا کمپوزشدہ پروف سے چیک کرے اور غلطیاں نکالے۔کمپوزنگ کی فائل میں غلطیاں درست کرنے کے بعد تصحیح شدہ پروف جو دوسرا پروف بھی کہلاتا ہے، کی پروف ریڈنگ دونوں افراد دوبارہ الگ الگ کریں اور درست ہونے والی غلطیاں بھی چیک کریں، درست ہونے والی غلطی کے آگے پیچھے بھی نظر ڈال لینی چاہئے۔بعض اوقات word spacing میں فرق آجانے سے ایک نئی غلطی جنم لے لیتی ہے۔

44۔ صرف الفاظ کی درستگی نہیں بلکہ فقروں کی درستگی بھی پروف ریڈنگ میں آتی ہے۔ اگر کسی جملہ میں جھول محسوس ہو تو اس کو چُست کرنا بھی پروف ریڈر کا فرض ہوتا ہے نیز مضمون کو تاریخی حقائق اور نظام سلسلہ کی روایات کے مطابق دیکھنا بھی ضروری ہے۔

45۔ پروف ریڈنگ کرنے والے ممبران یا رضا کار ان کو چاہئے کہ ہر مضمون یا پیسٹ شدہ مواد کو فائنل کر کے اپنے پاس موجود پرسنل ڈائری، لیپ ٹاپ یا کسی بھی نوٹ پیڈ وغیرہ میں اس مضمون یا پیسٹ شدہ مواد کی تفصیل اور تاریخ کا اندراج کریں۔بعض اوقات مضامین کے رش کی وجہ سے معلوم نہیں ہوسکتا کہ کون سا مضمون یا مواد کون دیکھ رہا ہے۔ پیسٹ شدہ اقتباسات، مضامین، اعلانات اور دیگر تحریرات وغیرہ کو غلطیاں لگانے کے علاوہ اس نظر سے بھی دیکھنا چاہئے کہ اس میں پیسٹنگ کی غلطی تو نہیں؟ اور سپیسنگ کے مسئلہ کی وجہ سے الفاظ آپس میں جُڑ تو نہیں رہے۔بعض اوقات کالموں کی ترتیب خراب ہو جاتی ہے یا بقیہ صحیح جگہ پر نہیں لگایا گیا یا سُرخی اور ہے، مواد کچھ اور، پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان امور کو بھی دیکھیں، پروف ریڈر کی نظر بہت گہری ہونی چاہئے۔

46۔غلطیاں واضح لگائیں۔ صحیح طریق یہ ہے کہ غلط لفظ پر گول دائرہ لگا کر باہر حاشیہ میں لائن لگا کر غلطی کی درستگی کریں۔ ایسا اس وقت ممکن ہے جب آپ درستگی پرنٹ آؤٹ پر کر رہے ہوں۔

47۔ کمپوزرز کمپوزنگ کرتے وقت دائیں طرف حاشیہ چھوڑیں تا پروف ریڈنگ کے وقت غلطیوں کی نشاندہی بآسانی ہو سکے۔ اگر آپ ادارہ کی مہیا کردہ اسٹائل شیٹ پر کام کر رہے ہیں تو الگ سے حاشیہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔

48۔ اگر کسی انگریزی یا اردو لفظ کے بارے میں محسوس ہو کہ یہ سیاق و سباق کے لحاظ سے مناسب ہے یا نہیں تو ایسے الفاظ کو متعلقہ لغت سے چیک کر لینا بہتر ہے۔

49۔ یاد رہے کہ شعبہ پروف ریڈنگ سے گزر کر آنے والے اصلاح شدہ پروف پر ایک مرتبہ پھر نظر ڈالنے والے رضا کار، ممبران یا مربیان کرام شعبہ پروف ریڈنگ کی معاونت کرتے ہیں۔

50۔ پروف ریڈرز کے کاموں میں سے ایک اہم کام یہ بھی ہے کہ نفسِ مضمون کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا عنوان یا ہیڈنگ درست کریں۔مضمون کی سُرخی جتنی مختصر اور attractive ہو گی اتنا ہی قاری کو اپنی طرف کھینچے گی اور قاری مکمل مضمون پڑھنے پر مجبور ہو جائے گا۔عنوان کے ماحول کو بہتر بنانے کے لئے اس پر رضی اللہ عنہ اور رحمہ اللہ تعالیٰ مکمل نہ ہو بلکہ صرف ''ؓ'' اور ''ؒ'' کافی ہے۔

- عنوان کو مزید مختصر اور دیدہ زیب بنانے کے لئے اس مثال کو ملاحظہ فرمائیں۔''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کی برکات'' اس کی جگہ یہ عنوان زیادہ دیدہ زیب لگے گا ''برکاتِ مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ''۔
- کہتے ہیں کہ اخبارات اور رسائل میں شائع ہونے والے مضامین کا 40 فیصد حصہ صرف عنوان دیکھ کر پڑھا جاتا ہے۔ آج کل سینکڑوں کی تعداد میں روزانہ واٹس ایپ میسیجز آتے ہیں جن میں سے اکثر کو پڑھے بغیر ہم delete کر دیتے ہیں صرف وہی پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں جن کا عنوان پُرکشش ہو۔

ہمارا اخبار ہمارے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی نظروں سے گزرتا ہے۔ہمیں اسے بہتر بنانے کے لئے اپنی تمام صلاحیتوں، استعدادوں اور احتیاط کو بروئے کار لانا چاہیے۔ ایسا آپ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ محنت اور دلجمعی کے ساتھ خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

خیر اندیش

ابو سعید

ایڈیٹر روزنامہ الفضل آن لائن لندن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ابو حمزہ ظفر

ہفتے میں سات دن ہی کیوں ہوتے ہیں؟

ہفتے کے پانچ دن بھاگ دوڑ کر کے سنیچر اور اتوار کو آرم کرتے یا گھومتے پھرتے ہوئے کبھی آپ نے سوچا کہ ایک ہفتے میں سات دن ہی کیوں ہوتے ہیں، آٹھ نو یا دس کیوں نہیں؟

کیا کائنات کے ہیر پھیر سے اس بات کا کوئی تعلق ہے۔؟ اگر ہاں تو وہ تعلق کیا ہے۔؟ تو آیئے دیکھتے ہیں ہفتے میں آخر سات دن ہی کیوں ہوتے ہیں۔فلکی مظاہر جیسا کہ چاندسورج ستارے و دیگر سیارے ہمیشہ سے کئی جہتوں میں انسانی رہنمائی کا سبب رہے ہیں۔ ہماری زمین اپنے مدار میں گھومتے ہوئے 24 گھنٹے کاوقت لیتی ہے جس سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں۔ زمین سورج کے گرد 365 دنوں میں ایک چکر مکمل کرتی ہے۔ یوں ایک سال مکمل ہوتا ہے۔ اسی طرح ہمارا پورا سولرسسٹم 250 ملین سال میں کہکشاں کا ایک چکر مکمل کرتا ہے۔اس دورانیہ کو ایک Cosmic Year یعنی ایک کائناتی سال کہا جاتا ہے۔ جہاں سورج اور زمین دِنوں کا تعین کرنے میں ہماری معاونت کرتے ہیں وہیں چند اماموں سے حضرت اِنسان نے مہینوں کا شمار کرنا سیکھا ہے۔صدیوں پرانے لوگ رات کو فارغ بیٹھے آسمان پر چمکتے ستاروں کو تکتے رہتے تھے۔ انہی میں سے ایک بابلی بھی تھے جو میسوپوٹیمیا(موجودہ عراق) میں بود و باش رکھتے تھے۔ آسمانی تغیرات کے مشاہدات کی بناء پر بابلیوں نے ایک کیلنڈر ترتیب دیا جو چاند کے طلوع وغروب کے حساب سے ترتیب دیا گیا تھا۔ چاند 27.3 دن میں زمین کے گرد ایک چکر مکمل کرتا ہے۔ اس دوران ہم چاند کو 29 سے 30 دنوں کے درمیان چار مختلف مراحل طے کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ان چار مراحل میں نیا چاند، پہلا چوتھائی، پورا چاند اور تیسرے چوتھائی حصہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ بابلیوں نے اس دورانیہ کو 28 دن شمار کیا اور ان 28 دنوں کو چاند کے 4 مراحل پر تقسیم کیا تو ہر مرحلہ کے 7 دن بنے۔ باقی کے دنوں کو لیپ کے سال میں مدغم کر دیا۔یہیں سے ہفتے کے سات دن شمار کرنے کا آغاز ہوا۔ دنوں کے اس شمار کے پس منظر میں کئی اور کہانیاں بھی بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک کا تعلق سولرسسٹم میں موجود سیاروں سے بھی جوڑا جاتا ہے۔ بابلی تہذیب کے مطابق سولرسسٹم میں موجود سات سیارے جن میں چاند، سورج، عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری اور زحل شامل ہیں اور یہی ہفتے کے سات دنوں کے مظہر ہیں،البتہ سورج اور چاند سیارے نہیں ہیں۔

بابلیوں نے آسمان کی وسعتوں میں متحرک کھلی آنکھوں سے نظر آنے والے ان ساتوں اجسام کو سات دن شمار کیا اور انہی کی مناسبت سے دنوں کے نام رکھے۔

سورج کا نام Sunday رکھا،
چاند کا نام Monday رکھا،
مریخ کا نام Tuesday رکھا،
عطارد کا نام Wednesday رکھا،

بقیہ صفحہ 7 پر

رپورٹ۔فہیم احمد خادم۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن گھانا

سیمینار بعنوان ’’خلافت‘‘

جامعۃ المبشرین گھانا

محض خدا تعالیٰ کے فضل سے جامعۃ المبشرین گھانا کو مؤرخہ 24 جولائی 2021ء کو سیمینار ’’خلافت‘‘ کروانے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذَالِکَ۔یہ پروگرام جامعہ کے ہال میں منعقد ہوا۔

اس پروگرام کی صدارت مکرم ومحترم مولوی الحسن الحسن احمد صاحب استاذ جامعۃ المبشرین گھانانے کی۔ اس پروگرام کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

پروگرام کا آغاز گھانا سے تعلق رکھنے والے طالب علم عزیزم سعید عیسیٰ آکوانے سورۃ النور کی آیات 52تا 58 کی تلاوت قرآن کریم سے کیا اوران آیات کا انگریزی زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ پھرعزیزم یوسف اوسئ نورالدین نے ’’خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری‘‘ اردو نظم ترنم کے ساتھ پیش کی۔ اس کے بعد انگریزی زبان میں تین تقاریر ہوئیں۔ پہلی تقریر عزیزم سیکو بومونے کی جس کا عنوان ’’خلافت احمدیت کے متعلق رؤیا و کشوف‘‘ تھا۔ پھر دوسری تقریر ’’خلافت ازروئے قرآن وحدیث‘‘ کے موضوع پرعزیزم اوبنگ محمد نے کی۔اورپھر گھانا سے تعلق رکھنے والے طلباء نے ڈگبانی زبان میں خلافت کے حوالہ سے ایک نظم پیش کی اور تیسری

تقریر ’’خلیفہ خدا بناتا ہے‘‘ کے موضوع پر مکرم مولوی رضوان کوثر صاحب استاذ جامعۃ المبشرین گھانا نے کی جس میں آپ نے بڑے احسن انداز میں قرآن کریم،احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں خدا تعالیٰ کے انتخاب خلافت پر سیر حاصل بحث کی۔ پھر طلباء کو سوالات کا موقع دیا گیا جس میں انہوں نے خلافت کے متعلق سوالات کیے اورہال میں موجود پرنسپل صاحب اور دیگر اساتذہ نے ان سوالات کے جوابات دیے۔ اور اس کے بعدسیکرٹری مجلس ارشاد نے تمام مقررین اورسامعین کا شکریہ ادا کیا اور صدر مجلس نے دعاکرواکر اس پروگرام کا اختتام کروایا۔

چھوٹی مگر سبق آموزبات

تربیت اولاد کے فوائد

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تربیت اولاد کے ضمن میں ماؤں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں:

یہ آپکی تربیت ہی ہے جو آپ کے بچوں کو اس دنیا میں بھی جنت کا وارث بنا سکتی ہے اور اگلے جہان میں بھی۔ بچوں کے یہ عمل اور آپ کے بچوں کی یہ اعلیٰ تربیت ہی ہے جو ہر وقت بچوں کو خدا سے جوڑے رکھے گی اور بچوں کو بھی آپ کے لئے دعائیں کرنے کی عادت پڑے گی۔تو بچوں کی جو آپ کے لئے دعائیں ہیں وہ آپ کو بھی اگلے جہان میں جنت کے اعلیٰ درجوں تک لے جانے کا باعث بن رہی ہو گی۔

(جلسہ سالانہ آسٹریلیا 15 اپریل 2006ء خطاب از مستورات، عائلی مسائل اور ان کا حل صفحہ 209)

بشریٰ نذیر آفتاب، کینیڈا

طلوع وغروب آفتاب

18 ستمبر 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	04:52	18:21
مدینہ منورہ	04:51	18:22
قادیان	04:52	18:31
ربوہ	04:32	18:10
اسلام آباد ٹلفورڈ	05:13	19:10